کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے

کیا خلیفہ قادیان نے تکفیر اہل قبلہ سے رجوع کرلیا ہے؟

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

خدا کی شان ہے کہ جناب میاں صاحب جو تکفیر اہل قبلہ کے موجد ہیں اور کسی طرح اس غلط عقیدہ سے ہٹنے کو تیار نہ تھے بلکہ کہتے تھے کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدی اہل قبلہ کو کافر سمجھیں جب تک وہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو نہ مان لیں۔ اگرچہ ان کی رہنمائی کیلئے حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ہر طرح کوشش کی اور بہت سے مضامین لکھے، رسالے شائع کئے۔ مگر جناب میاں صاحب نے ان تمام ہدایتوں کو تکبر سے رد کر دیا۔ بلکہ الٹا انہیں کو منافق قرار دے دیا۔ لیکن احرار کے فتنہ کی وجہ سے جناب میاں صاحب غیر احمدی لوگوں کو کچھ مسلمان تسلیم کرنے لگے ہیں اور خطبہ میں بڑی شان سے فرماتے ہیں:-

"ہمیں مسلمانوں میں سے نکالنے والا ہے کون؟ حکومت کا کیا اختیار ہے کہ وہ کہے کہ ہم تمہیں مسلمان نہیں سمجھتے ...... مذہب انسان کے دعوے پر مبنی ہوتا ہے اور جب کوئی کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ تو کون ہے جو کہہ سکے کہ تم مسلمان نہیں ہم تمہیں مسلمانوں میں سے نکالتے ہیں ...... جب تک ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مسلمانوں میں سے نکال نہیں سکتی۔ ہمیں

مسلمانوں میں سے نکالنے کی وجہ

یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہم دوسروں کو کافر کہتے ہیں مگر دوسروں کو کافر کہنے کا مفہوم تو یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہی پکا مسلمان سمجھتے ہیں۔ پھر کیا مسلمانوں کو بھی کوئی شخص نکال سکتا ہے۔

مسلمانوں میں سے کونسی جماعت ہے۔ جو ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتی ...... پس یہ دعوے

بالکل غلط ہے

کہ ہم ہی انہیں کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ جرم ہے جو ان سے ... گھر دوں میں ہم سے بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔ باقی ہم ہیں اور ان میں تو

کفر کی تعریف میں اختلاف

بھی بہت سا پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ کفر کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار۔ حالانکہ ہم یہ معنے نہیں کرتے اور نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان

مسلمان کے نام سے

پکارے جانے کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے گر جاتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر

"کامل مسلم"

اسے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ تعریف ہے جو ہم کفر و اسلام کی کرتے ہیں۔

پس ہماری کفر کی اصطلاح ہی اور ہے اور ان کے کفر کی اصطلاح اور۔ ہمارا کفر تو ان کے کفر کے مقابلے میں ایسا ہی ہے۔ جیسے سورج کے مقابلے پر ذرہ ہو۔ پس اس امر پر انہیں غصہ کیوں آتا ہے اگر وہ سچے ہیں تو ثابت کریں۔ کہ پہلے ہم نے انہیں کافر کہا ہو۔ وہ ذرہ بھی غور کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ پہلے انہوں نے ہمیں کافر کہا ہم نے کافر نہیں کہا۔ گو اس رنگ میں بھی ان کے کفر اور ہمارے کفر میں بہت بڑا فرق ہے لیکن بہرحال ان کا

اخلاقی فرض

ہے کہ وہ دیکھیں کہ پہلے انہوں نے ہمیں کافر کہا اور ہم پر کفر کے فتوے لگائے یا ہم نے ان کو کافر کہا۔

کفر و اسلام کا مسئلہ

چھیڑنے میں یا غیر مبائعین کو مزا آتا ہے یا احراریوں کو۔ حالانکہ تمدن و معاشرت کا اس سے کیا تعلق کہ ہم تمہیں کیا سمجھتے ہیں۔ اور تم ہمیں کیا سمجھتے ہو۔ ہمیں تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس حد تک

آپس میں تعاون

کر سکتے ہیں اس حد تک تعاون کریں اور عقائد کے سوال کو باہمی معاشرت کے وقت نہ چھیڑیں۔

میں پھر ایک دفعہ اعلان کر دیتا ہوں کہ ہم کفر کے وہ معنے نہیں سمجھتے۔ جو وہ سمجھے بیٹھے ہیں ...... ہمارے نزدیک

کفر کا اطلاق

ایک خاص حد کے بعد ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اسلام کو اپنا مذہب قرار دیتا ہے اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو

اپنا دستور العمل

سمجھتا ہے اس وقت مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور حقیقی معنوں میں مسلمان وہ اس وقت ہوتا ہے جب کامل طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اسلام کے اصولوں میں سے کسی اصل کا انکار کر دیتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے مگر حقیقی معنوں میں وہ مسلم نہیں رہتا۔ پس کافر کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے کہ ایسا شخص

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر

ہے ...... یا کافر کے ہم ہرگز یہ معنے نہیں لیتے کہ ایسا شخص

خدا تعالےٰ کا منکر

ہوتا ہے ...... ہمارے نزدیک اسلام کے اصول میں سے کسی اصل کا انکار کفر ہے۔ جس کے بغیر کوئی شخص حقیقی طور پر مسلمان نہیں کہلا سکتا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء مندرجہ اخبار الفضل مجریہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

اس خطبہ جمعہ سے مندرجہ ذیل امور بدیہی طور پر ثابت ہوتے ہیں:-

(۱) مسلمان کون ہے یا مسلم کی تعریف

جو شخص اسلام کو اپنا مذہب قرار دیتا ہے اور قرآن مجید کو اپنا دستور العمل سمجھتا ہے وہ مسلمان ہے۔ کسی کا حق نہیں کہ ایسے شخص کو غیر مسلم قرار دے۔

اس تعریف کی رو سے یہ ماننا پڑا کہ تمام غیر احمدی جو حضرت مرزا صاحب کے دعوے ماموریت کو نہیں مانتے وہ مذکورہ بالا تعریف کی رو سے مسلمان ہیں اور میاں صاحب اسے غیر مسلم قرار نہیں دیتے رہا یہ امر کہ میاں صاحب کے نزدیک وہ ایک اسلامی اصول کا منکر ہونے کی وجہ سے حقیقی معنوں کی رو سے مسلمان نہیں رہتا اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں۔ کیونکہ خدا جانے کتنے مدعیان اسلام ہیں جو اپنی بد اعمالی کی وجہ سے یا اپنے غلط عقائد کی وجہ سے باوجود احمدیت کے مدعی ہونے کے بھی حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں ہیں۔ خود حضرت مسیح موعودؑ نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ میری جماعت سے نہیں، مگر بہرحال وہ احمدی ہی ہیں اگرچہ گنہگار رہیں۔ اسی طرح غیر احمدی مسلمان بھی مرزا صاحب کے محض انکار دعوے کی وجہ سے کافر نہیں ہو سکتے۔ خواہ وہ کتنے بڑے گنہگار کیوں نہ ہوں ہمارے بیان کردہ نتیجہ پر کسی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں۔ مگر بعض کم فہم لوگوں کی خاطر میں جناب میاں صاحب کے مندرجہ ذیل فقرات کی طرف توجہ دلاتا ہوں:-

(۱) "ہم تو سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارا جانے کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے لیکن جب وہ اس مقام سے بھی نیچے گر جاتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے مگر اسے کامل مسلم نہیں سمجھا جا سکتا"

(۲) "جب کوئی شخص اسلام کو اپنا مذہب قرار دیتا ہے اور قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو اپنا دستور العمل سمجھتا ہے اس وقت مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور حقیقی معنوں میں مسلمان اس وقت ہوتا ہے جب کامل طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اسلام کے اصولوں میں سے کسی اصل کا انکار کر دیتا ہے۔ تو گو وہ مسلمان کہلاتا ہے مگر حقیقی معنوں میں وہ مسلم نہیں رہتا"

(ب) کافر کون ہے یا کفر کی تعریف

مذکورہ بالا مسلم کی تعریف سمجھنے کے بعد کافر کی تعریف خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ یعنی کافر وہ ہوا۔ جو اسلام کو اپنا مذہب قرار نہیں دیتا اور قرآن مجید کو اپنا دستور العمل نہیں سمجھتا۔ کسی شخص کا حق نہیں کہ ایسے شخص کو کافر قرار نہ دے۔

اب اس کی تعریف کی رو سے جملہ فرقہائے جو اسلام کو اپنا مذہب بتاتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ خواہ وہ ایک دوسرے کی تکفیر بھی کرتے ہیں۔ ان کو ہم کافر نہیں کہہ سکتے۔ کافر صرف وہی ہیں جو دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے اور اگر کسی مسلمان کو کافر کہا جاتا ہے تو اس سے ... دراصل اسلام کے کسی اصل کا انکار مراد ہوتی ہے نہ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہمارے اس نتیجہ پر جناب میاں صاحب بطور شاہد فرماتے ہیں

(۱) "ہمیں مسلمانوں میں سے نکالنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہم دوسروں کو کافر کہتے ہیں۔ مگر دوسروں کو کافر کہنے کا مفہوم تو یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو

ہی پکا مسلمان سمجھتے ہیں "

(۲) "یہ لوگ کفر کے معنے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کا انکار حالانکہ ہم یہ معنے نہیں کرتے اور نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں "

(۳) "ہماری کفر کی اصطلاح اور ہے اور ان کے کفر کی اصطلاح اور۔ ہمارا کفر تو ان کے کفر کے مقابلہ پر ایسا ہی ہے۔ جیسے سورج کے مقابلہ پر ذرہ ہو "

(۴) "میں پھر ایک دفعہ اعلان کر دیتا ہوں کہ ہم کفر کے وہ معنے نہیں سمجھتے۔ جو وہ سمجھے بیٹھے ہیں "

ان چار حوالوں سے ظاہر ہے کہ غیر احمدی خاص کر احراری تو کفر کے معنے "اسلام کا انکار" سمجھتے ہیں۔ لیکن جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ یہ معنے غلط ہیں۔ بلکہ جب ہم یہ لفظ بولتے ہیں تو اس کے معنے اسلام کا انکار نہیں ہیں۔ بلکہ اصول اسلام میں سے کسی اصل کا انکار مراد ہے اور ایسے کفر سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص مسلمان تو ہے۔ مگر پکا مسلمان نہیں۔ وہ نہ خدا کا منکر ہے۔ نہ محمد رسول اللہ کی رسالت کا۔ اس لئے کسی کا حق نہیں کہ ایسے غیر مسلم قرار دے۔ اس لحاظ سے غیر احمدیوں کا کسی کو کافر کہنا تو سورج کے برابر ہے . . . .

اور میاں صاحب کا کافر کہنا ذرہ کے برابر ہے۔ کیونکہ جو شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اسے اس شخص سے جو دائرہ اسلام میں ہے کوئی نسبت ہی نہیں۔ پس جناب میاں صاحب کا مذہب یہ ہو گیا۔ کہ وہ جب غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں تو ان کی مراد

"کفر دون کفر"

ہوتی ہے اور یہی سچ ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اولی العزم محمود اپنی بیجا ضد سے واپس ہو کر صداقت کا حامی ہو گیا۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جو احمدی جماعت ان کے سامنے بار بار پیش کرتی رہی ہے۔ مگر میاں صاحب نے نہ مانا۔ لیکن حکمت الٰہی سے

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

ایک عذر

بعض کوتاہ فہم قادیانی کہتے ہیں۔ کہ جناب میاں صاحب نے یہ کفر و اسلام کی اصطلاح سیاسی طور پر بیان کی ہے ورنہ مذہبی طور پر میاں صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہی ہے۔

سیاسی نہیں مذہبی تعریف ہے

یہ عذر کہ کفر و اسلام کی تعریف سیاسی لحاظ سے ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ میاں صاحب نے جو اسلام کی تعریف کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اور سیاست میں بھی ایک مذہبی پیشوا کا فرض ہے کہ مذہب کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

اگر یہ سیاسی تعریف ہوتی تو میاں صاحب اس تعریف کے ساتھ جزا و سزا کے دائمی یا غیر دائمی ہونے کو کیوں بیان کرتے۔

پھر اگر یہ سیاسی تعریف ہے تو اس کی کیا وجہ کہ احراریوں کی تعریف کفر کو میاں صاحب غلط قرار دیتے ہیں۔ کیا ان کا یہ منشا ہے کہ احرار کے نزدیک جو کافر کے معنے دائرہ اسلام سے خارج یا اسلام کے انکار کے ہیں وہ بلحاظ سیاست کے ایسا کہتے ہیں۔ ہرگز نہیں وہ تو چونکہ مذہبی طور پر احمدیوں کو غلطی سے منکر اسلام یا کافر کہتے ہیں۔ اس لئے وہ سیاسی رنگ میں احمدیوں کو اسلامی حقوق سے محروم کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سچ یہی ہے کہ اگر کوئی قوم مذہباً اسلام سے خارج ہے۔ تو وہ اسلامی حقوق سے محروم ہونی چاہیئے

مثال

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے عدالت کے خوف سے حضرت مرزا صاحب کے سامنے اقرار کر لیا۔ کہ وہ آپ کو آئندہ کافر نہیں کہیگا۔ تب حضرت اقدس نے بھی یہ اقرار کیا کہ آپ بھی اسے کبھی کافر نہ کہیں گے۔ اس پر آپ نے لکھا کہ مولوی محمد حسین نے جبکہ عدالت کے خوف سے اپنا فتویٰ کفر واپس لے لیا۔ تو اس کی ذلت ہوئی۔ اور وہ غیر متقی ثابت ہوا۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر حکومت کے خوف سے مصلحتاً حضرت مرزا صاحب کو مسلمان مان لینا ذلت ہے اور تقوٰے سے بعید ہے۔ تو آج سیاسی اغراض کی خاطر کفر و اسلام کی اصطلاح کو پلٹ لینا بھی کسی متقی انسان کا تو کام نہیں ہے۔ پس میاں صاحب کے وہ مرید جو یہ عذر کرتے ہیں۔ غور سے سوچیں کہ وہ اپنے اولوالعزم خلیفہ کو کیا ثابت کر رہے ہیں۔

پہلے کس نے کافر کہا

واقعہ تو یہی ہے کہ احمدی جماعت اور اس کے بانی کو پہلے دوسرے مسلمانوں نے کافر بلکہ اکفر کہا۔ اور احمدی جماعت نے صبر کیا۔ لیکن جب وہ اس کفر بازی سے باز نہ آئے تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ کہ حسب فرمان نبوی احمدیوں کو جو مسلمان ہیں۔ کافر کہنے والے خود کافر ہیں۔ مگر خود جناب میاں صاحب کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ یہ کہیں کہ انہوں نے پہلے کسی کو کافر نہیں کہا۔ کیونکہ ان کا تو پہلے مذہب یہ تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب ان کے گمان میں نبی ہیں۔ پس پہلے اور پیچھے کہنے کا سوال اب باقی نہیں رہا۔ پہلے یا پیچھے کافر کہنے کا سوال اسی وقت تک ہو سکتا ہے۔ جب مرزا صاحب کے دعوے کا انکار کفر نہ ہو۔ اور کفر کا مدار صرف اس کے کافر کہنے ہی پر ہو۔ پس میاں صاحب کا یہ مطالبہ اگر صحیح ہے۔ تو پھر اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ وہ مرزا صاحب کے انکار دعوے کو کفر نہیں جانتے